تقریر

آلِ داؤد حضرت مصلح موعودؓ کی حضرت سلیمانؑ سے مماثلتیں

وَوَرِثَ سُلَیۡمٰنُ دَاوٗدَ (النمل:17)

اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا

وہی عشق و جنوں لے کر وہی جذبِ دروں لیکر
وہی دورِ مسیحائی باندازِ دگر آیا
شکوہ و عظمت و دولت نچھاور اس کے قدموں پر
مثیلِ مہدی و فخرِ رُسل فضلِ عمر آیا

سامعین! آج مجھے جس عنوان پر تقریر کرنی ہے وہ ہے۔ **آلِ داؤد حضرت مصلح موعودؓ کی حضرت سلیمانؑ سے مماثلتیں**

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تمام انبیاء علیہم السلام کی صفات کا مظہر قرار دیتے ہوئے "جَرِیُ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ" کا لقب عطا فرما کر بعض انبیاء علیہم السلام کے نام امتیازی طور پر بھی الہاماً عطا فرمائے۔ ان میں سے ایک نام "داؤد" بھی ہے۔ آپؑ کو اس نام سے پکارتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یَا دَاوٗدُ! عَامِلْ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَاِحْسَانًا۔ اے داؤد! لوگوں سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔"

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ:60)

حضورؑ اس بارے میں مزید فرماتے ہیں:

"اسی طرح خدا نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام داؤد بھی رکھا"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ:116)

نیز آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 133)

حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر ان کے اولوالعزم بیٹے، ان کی سلطنت کے وارث اور انہی کی مانند ایک عظیم الشان نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کے بغیر مکمل نہیں ہوتا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایک بے مثال سلطنت و حکومت کے ساتھ ساتھ علم و حکمت سے بھی نوازا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَشَدَدۡنَا مُلۡکَهٗ وَاٰتَیۡنٰهُ الۡحِکۡمَةَ وَفَصۡلَ الۡخِطَابِ (ص:21) اور اس کی سلطنت کو ہم نے مضبوط کر دیا اور اسے حکمت اور فیصلہ کن کلام بخشے۔ بائبل میں بھی ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو زبردست علم و حکمت سے نوازا۔

”خدا نے سلیمان کو سمندر کے کنارے کی ریت کی طرح کثرت سے حکمت، شعور اور قوتِ امتیاز عطا کی تھی۔ اس کی حکمت اہل مشرق کی حکمت سے زیادہ تھی اور مصر کی تمام حکمت سے بڑھ کر تھی۔ وہ ہر ایک آدمی سے بلکہ ازراحی ایتان سے بھی زیادہ عقلمند اور بنی محول کے ہیمان، کل کُول اور دردع سے زیادہ دانشمند تھا اور اس کی شہرت اردگرد تمام اقوام میں پھیل گئی۔ اس سے تین ہزار کہاوتیں اور ایک ہزار پانچ سو گیت منسوب تھے۔ اس نے درختوں کا یعنی لبنان کے دیودار سے لے کر زُوفا تک کا جو دیواروں پر اُگتا ہے، بیان کیا ہے۔ اس نے چرندوں اور پرندوں، رینگنے والے جانداروں اور مچھلیوں کے متعلق بھی تعلیم دی ہے اور اس کی حکمت کی شہرت سن کر تمام بادشاہوں کی طرف سے تمام اقوام کے لوگ سلیمان کے حکیمانہ اقوال سننے آتے تھے۔“

(1 سلاطین باب 4 آیات 29-34)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک دعا قرآن کریم میں اس طرح بیان ہوئی ہے: قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (ص:36) یعنی حضرت سلیمانؑ نے اپنے رب سے مخاطب ہو کر عرض کی۔ اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور مجھے ایک ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد اس پر اور کوئی نہ جچے۔ یقیناً تو ہی بے انتہا عطا کرنے والا ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک مضبوط سلطنت، حکمت اور فیصلہ کن کلام بخشے جانے کے ساتھ ساتھ کسی دوسرے کو ان جیسی سلطنت اور شان و شوکت عطا نہیں ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اگرچہ یروشلم کی بنیاد تو نہیں رکھی لیکن یہاں پر ہیکل اور دیگر تعمیرات کے ذریعہ اسے ایک بنیادی حیثیت عطا کی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ایک اور بات اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتائی کہ ان پر کفر اور اپنے عظیم باپ حضرت داؤد علیہ السلام کے راستہ سے ہٹ جانے کا الزام لگایا گیا۔ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا (البقرۃ:103) اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ وہ شیاطین تھے جنہوں نے کفر کیا۔ بائبل سے بھی قرآنِ کریم کی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے جس میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے، نعوذ باللہ، اپنے باپ حضرت داؤد علیہ السلام کا راستہ ترک کر دیا اور کفر کا راستہ اختیار کیا چنانچہ لکھا ہے۔

”کیونکہ جب سلیمان بوڑھا ہو گیا تو اُس کی بیویوں نے اُس کے دل کو غیر معبودوں کی مائل کر لیا اور اس کا دل پوری طرح خداوند اپنے خدا کا وفادار نہ رہا جیسے اُس کے باپ داؤد کا تھا۔ کیونکہ وہ صیدانیوں کی دیودی عستارات اور عَمونیوں کے نہایت مکروہ دیوتا ملکوم کی پیروی کرنے لگا۔ لہٰذا سلیمان نے خداوند کی نظر میں بدی کی۔ اس نے سچے دل سے خداوند کی پیروی نہ کی جیسے اُس کے باپ داؤد نے کی تھی۔“

(1 سلاطین باب 11 آیات 4-6)

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو داؤد کہہ کر پکارا۔ چنانچہ داؤد کو ایک سلیمان بھی عطا ہونا چاہئے تھا۔ اس سلسلہ میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی یہ تحریر قابل توجہ ہے:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مئی 1908ء میں فوت ہوئے تھے۔ غالباً آپ کی وفات کے ایک ماہ بعد کی بات ہے کہ مجھے الہام ہوا۔ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۔ اے داؤد کی نسل! شکر گزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور اعمال بجالاؤ۔ اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے لفظ سلیمان تو استعمال نہیں فرمایا مگر آلِ داؤد کہہ کر حضرت سلیمانؑ کی بعض خصوصیات کا مجھ کو وعدہ دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اُن باتوں میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت جو ہمیشہ لوگوں کے لئے اضطراب کا موجب رہی ہے مجھ پر ابتدائی زمانہ میں ہی کھول دی تھی اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس میں یہ بھی پیشگوئی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت کے مقام پر مجھ کو کھڑا کیا جائے گا اور ان مشکلات کا بھی اس میں ذکر تھا جو میرے راستہ میں آنے والی تھیں۔ چونکہ انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ تکالیف اور اعتراضات سے گھبراتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ تکالیف اور اعتراضات کوئی بُری چیز نہیں بلکہ آل داؤد ہونے کے لحاظ سے تمہیں ان کا منتظر رہنا چاہئے اور ان سے گھبرانا نہیں چاہئے۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ: 66-67)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت مصلح موعودؓ کو ایک ایسے بزرگ سے تشبیہ دی جن کا نام سلیمان تھا، جو نوجوانی میں خلافت پر فائز ہوئے اور ایک لمبا عرصہ خلیفہ رہے۔ حضورؓ فرماتے ہیں:

”ایک نکتہ قابل یاد سنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رک نہیں سکا۔ وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے۔ 78 برس تک انہوں نے خلافت کی۔ بائیس برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔ یہ بات یاد رکھو کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے۔“

(حیاتِ نور باب پنجم صفحہ 398)

حضرت سلیمانؑ اور حضرت مصلح موعودؓ کی چند مشابہتیں

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی آپس میں کیا مشابہتیں ہیں۔ سب سے پہلی مشابہت خداداد علم وحکمت میں ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کا مکتبی علم نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس پر مستزاد صحت کی مسلسل خرابی تھی جس نے ان ظاہری اسباب کا بھی قلع قمع کر دیا جن کی بناء پر کوئی انسان علم حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنّی سے نوازا۔

دوسری مشابہت یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح آپؓ نے اپنے عظیم الشان باپ حضرت مسیح موعودؑ کے قائم کردہ سلسلہ کو ایک مضبوط نظام کے ذریعہ مستحکم بنیادوں پر قائم کر دیا اور ایک عظیم روحانی سلطنت قائم کی۔ تاریخ انبیاء علیہم السلام کے دو مشہور باپ بیٹوں یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح آپؓ نے ایک نئے مرکز یعنی ربوہ جیسے شہر کو بسایا جہاں سے دنیا بھر میں علم وحکمت کے خزانے تقسیم ہونے لگے اور الحمد للہ اب تک جاری و ساری ہیں اور یوں تین کو چار کرنے کے الفاظ یوں بھی آپؓ کے توسط سے پورے ہوئے۔ اشاعتِ اسلام کے تین مراکز مکہ مکرّمہ، مدینہ منوّرہ اور قادیان دارالامان کے بعد ربوہ دارالہجرت کی تعمیر اور اُسے آباد کر کے تین کو چار کیا۔

سامعین! یہاں یہ ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ آپؓ کے مخالفین نے بھی ایک نام نہاد "خالصتاً احمدیہ بستی" قائم کرنا چاہی جو خود ان کے اپنے لوگوں کے ہاتھوں لُٹ گئی لیکن حضرت مصلح موعودؓ کا ایک بنجر شور زدہ زمین پر بسایا گیا شہر نہ صرف قائم ودائم ہے بلکہ روز افزوں ترقی پذیر ہے۔ لاہوری جماعت کے ایک رکن کرنل سید بشیر حسین صاحب اپنے والد صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے حالاتِ زندگی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مسلم ٹاؤن والی زمین جب آپ نے خریدی تو پچھتر کنال کا ایک قطعہ احمدیہ بستی کے لئے مخصوص کر دیا جو کہ غالباً ایک صد یا پچاس روپیہ فی کنال قیمت پر احمدی برادران کو دے دیا۔ اس بستی کے ناظم ماسٹر فقیر اللہ صاحب مقرر ہوئے۔ ماسوائے مخدوم محمد اشرف صاحب، مولوی غلام مرتضیٰ خان صاحب اور میاں محمد صادق صاحب اور ماسٹر فقیر اللہ صاحب جنہوں نے اپنے مکان بنوائے اور ان میں وہ یا ان کے خاندان بس رہے ہیں۔ باقی زمین لوگوں نے غیروں کے پاس منافع پر بیچ دی۔ اس کے علاوہ حضرت امیر قوم اور مولانا عبدالحق صاحب اور دیگر بزرگان نے بھی وہاں مکان بنوائے لیکن حضرت شاہ صاحب کی دلی تڑپ پوری نہ ہوئی اور جماعت کی عدم توجہی سے وہ خالصۃً احمدیہ بستی نہ بن سکی۔"

(یادِ رفتگان صفحہ 103)

سامعین! تیسری مشابہت حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت مصلح موعودؓ کی یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح حضرت مصلح موعودؓ پر بھی کفر اور اپنے باپ کے راستہ سے ہٹنے کا الزام لگایا گیا۔

"یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب کے زمانہ میں جماعت احمدیہ کی مخالفت پورے طور پر دب چکی تھی اور قبولیتِ عامہ کا شاندار دَور روز افزوں ترقی پر تھا۔ اس قبولیتِ عامّہ میں پہلی روک اس وقت پیدا ہوئی جب مرزا محمود احمد صاحب نے 1911ء میں ایک مضمون بعنوان "مسلمان وہ ہے جو سب ماموروں کو مانے" شائع کیا.... مرزا محمود احمد صاحب نے اس مضمون میں بانئ سلسلہ احمدیہ کے قطعی ارشادات اور جماعت کے متفقہ مسلک کے خلاف تمام دنیائے اسلام کو جو مامور زمانہ کی بیعت میں داخل نہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا.... لیکن جب حضرت مولانا نورالدین صاحب کی وفات پر مرزا محمود احمد صاحب اپنی دیرینہ مساعی میں کامیاب ہوگئے جو خلافت کے مرغوب و محبوب مرتبہ کے حصول سے تعلق رکھتی تھیں اور انہوں نے اپنے غالیانہ معتقدات کی نشرواشاعت شروع کر دی تو تمام سوئے ہوئے فتنے جاگ اٹھے اور روز افزوں قبولیت کے برعکس روز افزوں منافرت کی طوفان خیز لہریں ترقی کرنے لگیں.... یہ سلسلہ وار تاریخی حقائق واضح کر دیتے ہیں اس تحریک کے عروج کے راستہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی شخصیت کتنی زبردست روک ثابت ہوئی ہے۔ اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مولانا نورالدین صاحب کے مسلک پر قائم رہتے تو کیسے ممکن تھا کہ تحریکِ احمدیت عزت وعظمت کے اس مقام سے گرتی جس پر وہ مرزا محمود احمد صاحب کے دورِ خلافت سے قبل پہنچ چکی تھی۔ مرزا محمود احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک ہی وصیت کو نہیں بدلا۔ ان تمام اصولوں کو بدل دیا جو درحقیقت اس تحریک کی جان تھے اور اس کا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ آج ہمارے سامنے ہے۔"

(مقدمہ، تحریک احمدیت اور علامہ اقبال از سید اختر حسین گیلانی)

اس سلسلہ میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ غیر مبائعین نے جو الزامات حضرت مصلح موعودؓ پر لگائے وہی الزام غیر احمدی مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لگا چکے ہیں۔ مندرجہ بالا عبارت میں ایک لاہور کے عالم نے حضرت مصلح موعودؓ پر جہاں یہ الزام لگایا کہ وہ اپنے باپ کے راستے سے ہٹ گئے وہاں ان پر یہ الزام بھی عائد کیا کہ انہوں نے غیر احمدیوں پر فتویٰ کفر عائد کر کے انہیں احمدیت سے متنفر کرتے ہوئے مخالف بنالیا۔ بعینہٖ یہی الزام ایک غیر احمدی مکفّر شورش کاشمیری نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لگایا کہ انہوں نے عیسائیوں اور آریوں پر حملے کر کے انہیں اسلام، قرآن اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بد زبانی پر مجبور کر دیا۔

”ہندوؤں میں آریہ سماج ایک پروگیسو فرقہ اٹھ رہا تھا۔ سوامی دیانند اس کے بانی تھے۔ مرزا صاحب نے اس فرقہ کو ہدف بنا کر ہندو دھرم پر رکیک حملے کئے۔ نتیجۃً آریہ سماج نے رسول اکرمؐ اور قرآن و اسلام کے خلاف دیدہ دہنی کا آغاز کیا۔ اسی طرح مرزا صاحب نے عیسائی مشنریوں کے خلاف یُدھ رچایا۔ حضرت مسیح سے متعلق نازیبا زبان استعمال کر کے محمد عربی کے خلاف مشنریوں کی زبان کھلوائی۔ نتیجۃً پنجاب کے مسلمان جہاد سے روگرداں ہو کر ہندو دھرم اور عیسائی مذہب سے نبرد آزما ہو گئے۔“

(تحریک ختم نبوت صفحہ 24)

”مرزا صاحب نے آریوں اور عیسائیوں کے خلاف محاذ قائم کیا تو اس کا مقصد مسلمانوں اور ہندوؤں میں انگریز کی سیاست کے مطابق تنفّر و تصادم پیدا کرنا تھا۔ مرزا صاحب گل کھلانے میں کامیاب ہو گئے۔ ہندو مسلم فساد کی نیو رکھی۔ دوسرا عیسائیوں سے مناظرہ محض مناظرہ ہوتا تو گوارا تھا لیکن مرزا صاحب نے حضرت مسیحؑ کے خلاف دریدہ دہنی کا انبار لگادیا۔ حضرت مریم کی اہانت کی۔ اس سے پادریوں کو رسول کریم کے خلاف یاوہ گوئی کا حوصلہ ہوا اور قرآن و سیرت کے خلاف رکیک سے رکیک زبان استعمال کی۔“

(تحریک ختم نبوت صفحہ 29)

سامعین! چوتھی مشابہت یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دور کی ایک حکمران خاتون ملکہ سبا بلقیس کو ایک تبلیغی خط لکھا۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے دور کے چند حکمرانوں کے ساتھ ساتھ والیہ بھوپال سلطان جہاں بیگم صاحبہ کو بھی تبلیغی خط لکھے۔

چند مزید مشابہتیں اور مماثلتیں

1۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت سلیمان علیہ السلام دونوں کے وقت میں خفیہ کمیٹیاں بنائی گئیں اور خفیہ نام لکھوانے کی تجویز کی گئی۔

2۔ دونوں پر الزام لگائے گئے حضرت مصلح موعودؓ پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ جماعت کو دہریت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ گویا نعوذ باللہ خدا کے منکر ہیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہ الزام تھا کہ وہ کفر کے مرتکب ہیں۔

3۔ موجودہ فتنہ پرداز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت کا دم بھرتے ہیں اسی طرح حضرت سلیمانؑ کے دشمن حضرت داؤدؑ کی محبت کا دم بھرتے تھے۔

4۔ حضرت سلیمانؑ کو بھی ان کے مخالف خلافت سے الگ کرنا چاہتے تھے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بھی فتنہ پردازوں کی طرف سے خلافت سے الگ کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔

5۔ تورات میں آتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے وقت میں مخالفین کا لیڈر پہلے پہل یروشلم سے باہر کھیتوں میں چلا گیا اور اس کا ایک نائب بھی تھا۔ اسی طرح شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری بھی پہلے قادیان سے باہر کھیتوں میں چلے گئے اور وہاں جا کر فتنہ شروع کیا ان کا بھی ایک نائب تھا۔ (1 سلاطین باب گیارہ)

6۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دشمنوں کا لیڈر یروشلم سے مصر چلا گیا تھا۔ حضرت مصلح موعود کے وقت میں موجود فتنے کا لیڈر بھی مصری تھا۔

سامعین! پس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ نے سلیمانی مقام پر کھڑا کیا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہوا تھا کہ اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا ۔ اس الہام میں اگرچہ سلیمان کا لفظ موجود نہیں۔ مگر معنے یہی ہیں کہ حضورؓ کو سلیمانی مقام عطا ہوا ہے پھر اسی الہام میں اس بات کی طرف بھی اشارہ تھا کہ آپ خلیفہ برحق ہوں گے اور اس بات کی طرف بھی اشارہ تھا کہ آپؓ کے زمانہ میں بھی ویسے ہی فتنے رونما ہوں گے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت وسیع تھی۔ سلیمان ثانی کی آسمانی بادشاہت بھی اتنی ہی وسیع رہی کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء سے پہلے اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اس وقت قریباً دنیا کے تمام ملکوں میں آپ کے جان نثار موجود ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں لوگ ہواؤں میں اُڑا کرتے تھے اس خلیفہ برحق کے زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے ہوائی جہاز تیار کروائے تاکہ دونوں کی مماثلت پوری ہو۔ حضرت سلیمانؑ کے قبضہ میں طیور تھے طائر کے معنے اڑنے والا۔ پرانے زمانوں میں پرندوں سے پیغام رسانی اور خطوط رسانی کا کام لیا جاتا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے قبضہ میں بھی لاکھوں طیور تھے۔ جو ممالکِ غیر میں لوگوں کو خدا کا پیغام پہنچانے جاتے ہیں۔ ایک طائر قادیان سے اڑتا تو سپین میں پہنچ جاتا۔ کچھ اور طیور اڑتے تو پولینڈ، ہنگری، اٹلی، امریکہ، ارجنٹائن، انگلستان، جاپان اور چین میں پہنچ جاتے۔

سامعین! آخر میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جس میں حضورؓ پوری جماعت کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنے کی نصیحت فرماتے ہیں کہ احبابِ جماعت نہ صرف خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق بنیں بلکہ پوری دنیا کو ان کا عاشق بنانے کی جدوجہد کرنے کے لئے نکلیں۔ حضورؓ فرماتے ہیں:

"حضرت سلیمانؑ کی وہ پیشگوئی جو میں نے جلسہ سالانہ پر بیان کی تھی کتنی عشق سے لبریز ہے۔ کہتے ہیں۔"اے یروشلم کی بیٹیو! یہ میرا پیارا یہ میرا جانی ہے۔" یہی عاشق کی علامت ہوتی ہے وہ جاتا ہے اور دم نہیں لیتا جب تک سب کو اُس کا دیوانہ نہ بنا دے۔ پس نکلو نہ اس نیت سے کہ تم نے لوگوں کے سامنے وفاتِ مسیح یا صداقتِ مسیح موعودؑ کا مسئلہ پیش کرنا ہے بلکہ اس لئے کہ اپنے محبوب کے لئے تم نے اَور عاشق تلاش کرنے ہیں ورنہ جب تک فلسفیانہ خیالات کا تم پر غلبہ رہے گا تمہیں کامیابی نہیں ہوگی۔ فلسفیانہ دلائل صرف کُفر تک کے لئے ہیں۔ ایمان کے اندر سوز اور عشق کی ضرورت ہوتی ہے جیسے بچپن میں بچے کے لئے چُوسنی کی ضرورت ہوتی ہے مگر بڑے کے لئے نہیں۔"

(اللہ کے راستے میں تکالیف، انوار العلوم جلد 13 صفحہ 12)

اے تخیّل گر رسائی پر تجھے کچھ ناز ہے
تا سرِ عرشِ بریں تیری اگر پرواز ہے
شاخ ہائے سدرہ پر گر تُو نشیمن ساز ہے
عالمِ ملکوت سے تُو کچھ اگر ہم راز ہے
تُو مقدّس باپ کے ہم رنگ اے محمود ہے
نصرتِ اسلام روحِ والد و مولود ہے
حق نے باندھا ہے ترے سر سہرہٴ فتح و ظفر
اے بشیر الدین محمود احمد و فضلِ عمر

(اِس مضمون کی تیاری میں مکرم انصر رضا آف کینیڈا کے ایک مضمون سے مدد لی گئی ہے۔ اِس مضمون کی کمپوزنگ منہاس محمود صاحب آف جرمنی نے کی ہے۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ)

✡✡✡✡